

چند احادیث اور کتب تراجم کے متعلق سوالات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکرم و محترم حضرت اقدس مفتی شبیر احمد صاحب زید لطفکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ چند اہم باتیں معلوم کرنی ہیں، اگر سہولت کے ساتھ معلوم ہو جائیں تو نوازش ہوگی۔

(۱) کیا کہیں اس مفہوم کی حدیث بھی ہے کہ: اسلام کی سعادت اول زمانہ میں غربت ہے اور اخیر زمانہ میں دولت و ثروت؟

(۲) الفقر غری کیا حدیث ہے؟ مقام کیا ہے؟

(۳) کیا کسی صحابی کو قبر نے محض اس وجہ سے بھیجا تھا کہ پیشاب کے قطرات سے بچنے میں احتیاط نہ ہوئی تھی؟

(۴) علماء احناف کے حالات پر مشتمل کتابوں کی نشاندہی فرمائیں۔

امید ہے کہ محروم نہ فرمائیں گے۔

ناصر الدین مظاہری، مظاہر العلوم (وقف) سہارنپور، ۲۴ محرم ۱۴۳۹ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب حامداً ومصلياً ومسلماً

محترم و مکرم مفتی ناصر الدین صاحب زید مجدکم

آپ کے سوالات کے جوابات بالترتیب درج ہے۔

(۱) کیا کہیں اس مفہوم کی حدیث بھی ہے کہ: اسلام کی سعادت اول زمانہ میں غربت ہے اور اخیر زمانہ میں دولت و ثروت؟

ایسی کوئی روایت نظر سے نہیں گذری جس میں اسلام کی سعادت کا اس طرح سے تذکرہ ہو۔ اگر آپ کے پاس روایت کے عربی الفاظ یا اسکا ترجمہ مع حوالہ موجود ہو تو ضرور اطلاع فرمائیں۔ ویسے روایات سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ دور نبوی کے فقر و فاقہ کے بعد دولت و ثروت کی کثرت ہوگی، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دولت و ثروت کی پیشین گوئی بھی دی اور اسکے متعلق خدشات بھی اظہار کئے کہ یہ باعث فتنہ ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آج بھی باعتبار مجموعی یہی صورت حال ہے اور قیامت سے قبل بھی دولت باعث فتنہ ہوگا جیسا کہ بعض روایات اس پر دال ہیں۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم: فوالله لا الفقر أخشى عليكم، ولكن أخشى عليكم أن تبسط عليكم الدنيا كما بسطت على من كان قبلكم فتنافسوها كما تنافسوها وتهلككم كما أهلكتهم. رواه البخاري (٣١٥٨ و ٤٠١٥ و ٦٤٢٥).

وعن أبي الدرداء قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نذكر الفقر ونخوفه. فقال: أالفقر تخافون؟ والذي نفسي بيده، لتصبن عليكم الدنيا صبا، حتى لا يزيغ قلب أحدكم إزاعة إلا هيه. وايم الله، لقد تركتكم على مثل البيضاء، ليلها ونهارها سواء. قال أبو الدرداء: صدق والله رسول الله صلى الله عليه وسلم، تركنا والله على مثل البيضاء، ليلها ونهارها سواء. رواه ابن ماجه (٥) وحسنه البزار (٤١٤١).

وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يوشك الفرات أن يحسر عن جبل من ذهب، فمن حضره فلا يأخذ منه شيئا. رواه البخاري (٧١١٩) في باب خروج الناس ضمن ذكر أشرار الساعة، فكأنه يقع في آخر الزمان. ويؤيده سياق مسلم (٢٨٩٤): لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب يقتتل الناس عليه، فيقتل من كل مائة تسعة وتسعون، ويقول كل رجل منهم: لعلني أكون أنا الذي أنجو. وفي رواية لمسلم (٢٨٩٥) عن أبي بن كعب قال: لا يزال الناس مختلفة أعناقهم في طلب الدنيا. ثم قال: إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: يوشك الفرات أن يحسر عن جبل من ذهب. فإذا سمع به الناس ساروا إليه. فيقول من عنده: لئن تركنا الناس يأخذون منه لَيُذهَبَنَّ به كله. قال: فيقتتلون عليه، فيقتل من كل مائة تسعة وتسعون.

(٢) الفقر فخري کیا حدیث ہے؟ مقام کیا ہے؟

الفقر فخري یہ حدیث موضوع ہے۔ چنانچہ متعدد حفاظ حدیث وناقدین علامہ صاغانی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن الملقن، حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ سخاوی، ملا علی قاری، علامہ قسطلانی، علامہ ابن حجر مکی، علامہ طاہر ثقفی، علامہ کورانی، علامہ عجلاونی، علامہ مرعی الکریمی، علامہ آلوسی، علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی، مولانا عبدالرحمن مبارکپوری، محدث العصر مولانا محمد یونس جونپوری، وغیرہ سب نے اسکی تصریح کی ہیں۔

الحديث الفقر فخري رواه أبو طاهر السلفي في أربعينه في حق الفقراء في حديث الإسراء، وهذا نص كلامه كما وجدته على المكتبة الشاملة من نسخة خطية: يقول الشيخ الصالح الناسك السالك قطب الأبرار عيسى بن حسن السلفي أعاد الله علينا من بركاته سمعته يقول: سمعت من شيخي وقُدوتي إلى الله الشيخ الحافظ الخواص أبي طاهر أحمد بن محمد بن إبراهيم السلفي الأصفهاني بئغر إسكندرية بالمدرسة المعروفة بالعادلية في عشر الأوسط من شهر رمضان سنة ستائة قال: سمعت من شيخي وقُدوتي الإمام الحسن المقرئ قال: سمعت من شيخي القاضي السعيد عبد الرحمن بن الإمام أحمد بن حنبل قال: سمعت من شيخي جعفر الصادق قال: سمعت من شيخي أبي موسى الكاظم قال: سمعت من أبي وشيخي الحسن بن علي قال: سمعت من أبي الإمام علي بن أبي طالب كرم الله وجهه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لما أسرى بي وفرغت من المخاطبة أخذ أخي جبريل بيدي وأدخلني الجنة وأتى بي إلى قصر من ياقوت حمراء، ففتح القصر وأخرج لي منه صندوقا من نور ففتحه وأخرج لي منه زي الفقر وألبسني. قال: يا محمد هذا زي الفقر أمرني الله أن ألبسه لك ولا تودعه إلا عند مستحقه. فلبسه النبي صلى الله عليه وسلم وجل به في الجنة، وقال: الفقر فخري وفخر أمي من بعدي إلى يوم القيامة. فلبسه النبي صلى الله عليه وسلم لعلني كرم الله وجهه. وألبسه علي رضي الله عنه لرجلين: الأول لولده الحسين والثاني للحسن البصري. وألبسه الحسن لحبيب العجبي لناود الطائي، وهو ألبسه المعروف الكرخي وهو السري السقطي، وهو ألبسه لأي القاسم الجعيد رضي الله عنه. ومنه تفرعت المشايخ.

قال شيخ الإسلام الحافظ ابن تيمية في فتاويه (١٧/١١): قوله الفقر فخري وبه افتخر، فهو كذب موضوع لم يروه أحد من أهل المعرفة بالحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم. ومعناه باطل، فإن النبي صلى الله عليه وسلم لم يفتخر بشيء بل قال: أنا سيد ولد آدم ولا فخر. وقال في الحديث: إنه أوحى إلي أن تواضعوا حتى لا يفخر أحد على أحد ولا يبغي أحد على أحد. ولو افتخر بشيء لافتخر بما فضله الله به على سائر الخلق. وقال (١٢٣/١٨): وما يرووه عن النبي صلى الله عليه وسلم: اتخذوا مع الفقراء أيادي فإن لهم في غد دولة وأي دولة، الفقر فخري وبه افتخر، كلاهما كذب لا يعرف في شيء من كتب المسلمين المعروفة، انتهى. وسبقه بالحكم بوضعه الصاعاني في الموضوعات (ص ٥٢). ووافقها ابن الملقن في البدر المنير (٣٧١/٧ و ٥٨٧) وابن حجر في التلخيص الحبير (٢٤١/٣) غير أن ابن الملقن أتهم اسم ابن تيمية. قال (٣٧١/٧): هذا الحديث لا أعرفه مرويا في كتاب حديث. وقال الصغاني: إن حقه أنه حديث موضوع. وكذا قال غيره ممن أدركته من العلماء: إنه كذب لا يعرف في شيء من كتب المسلمين المعروفة. وقال (٥٨٧/٧): الفقر فخري لا أصل له. نعم صح أنه عليه السلام خير في مفاتيح كنوز الأرض فردها ولم يقبلها. لكنه لا ينفي مطلق الغنى المذكور في قوله تعالى: ووجدك عائلا فأغنى. نعم قدمنا هناك أنه عليه السلام سأل المسكينة واستعاذ من شر فتنة الغنى ومن شر فتنة الفقر، انتهى. وقال في خلاصة البدر المنير (١٦١/٢): غريب. وقال بعض الحفاظ المتأخرين: كذب لا نعرفه في شيء من كتب المسلمين المعروفة، انتهى. وقوله غريب يعني به غريب الوجود لا غريب السند، وهو معنى غريب في كلام الزيلعي أيضا كما نبه عليه شيخنا محدث العصر محمد يونس الجوفوري في أماليه المطبوعة باسم كتاب التوحيد (ص ٢٣٨).

وقال الحافظ ابن حجر في التلخيص الحبير (٢٤١/٣): الفقر فخري وبه افتخر. وهذا الحديث سئل عنه الحافظ ابن تيمية فقال: إنه كذب لا يعرف في شيء من كتب المسلمين المروية. وجزم الصغاني بأنه موضوع، انتهى. ووافقه تلميذه السخاوي والقسطلاني في المواهب (١٥٦/٢) والفتي في تذكرة الموضوعات (ص ١٧٨) وعلي القاري في الأسرار المرفوعة (ص ٢٥٥) والمصنوع (ص ١٢٨) والمرقاة (٣١٦١/٨ و ٣٢٨٣) والزبيدي في تخرج الإحياء (١٩٤٧/٤) والمباركفوري في تحفة الأحوذني (١٧/٧). قال السخاوي في المقاصد الحسنة (ص ٤٨٠) وحكاة العجلوني في كشف الحفاء (٨٧/٢) وشيخنا محدث العصر محمد يونس الجوفوري في نبراس الساري (٨٧/١): قال شيخنا: هو باطل موضوع. وزاد: ولحمد بن خفيف الشيرازي في شرف الفقر والديلمي عن معاذ بن جبل رفعه: تحفة المؤمن في الدنيا الفقر. وسنده لا بأس به. وهو عند الديلمي أيضا عن ابن عمر بسند ضعيف جدا، انتهى.

وهكذا حكم بوضعه الكوراني الحنفي في الكوثر الجاري (١٠٦/٩) وابن حجر المكي في أشرف الوسائل (ص ٥٤٦) وعلى القاري في جمع الوسائل (١٩٠/٢) وشرح الشفا (٤٤٥/١) ومرعي بن يوسف الكرمي في الفوائد الموضوعة (ص ١١٦) والألوسي في روح المعاني (٣١١/٥ و ٢٤٣/١٤ و ٣٨٢/١٥).

(٣) کیا کسی صحابی کو قبر نے محض اس وجہ سے بھی بچا تھا کہ پیشاب کے قطرات سے بچنے میں احتیاط نہ ہوئی تھی؟

بعض روایات و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کے سبب قبر میں بھیجا گیا تھا، لیکن سند ان تمام روایات میں شدید ضعف ہے، نیز حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے عظیم رتبہ کے مناقض ہے۔ چنانچہ علامہ ابن الجوزی نے اس روایت کو اپنی کتاب الموضوعات میں شامل کر کے اسکے عدم ثبوت کو اختیار کیا ہے۔ حافظ شمس الدین ذہبی، حافظ ابن کثیر، حافظ سیوطی، علامہ ابن عراق کامیلان بھی اسی

^١ رواه الترمذي (٣٦١٥) وابن ماجه (٤٣٠٨) وصححه الترمذي. وقوله أنا سيد ولد آدم رواه مسلم (٢٢٧٨) وغيره.

^٢ رواه مسلم (٢٨٦٥).

طرف معلوم ہوتا ہے اور یہی راجح اور صواب ہے۔ البتہ حکیم ترمذی اور امام ابو عبد اللہ القرطبی اور ایک جماعت کے نزدیک یہ روایات ثابت ہے، اس صورت میں ان روایات کی توجیہ یہ کی گئی ہے کہ انہیں جو بھی چننا گیا یہ ایک تسامح کی تلافی کیلئے تھا جب کا تدارک فوری طور پر ہو گیا اور یہ معاذ اللہ عذاب قبر نہیں تھا اور نہ ہی یہ کیفیت مسلسل رہی، بلکہ نص روایت یہ کیفیت دعاء نبوی کے بعد فوراً مرتفع ہو گئی۔ یہی حکیم ترمذی، امام قرطبی، علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی وغیرہ کے کلام کا حاصل ہے۔ لیکن یہ توجیہ بھی اشکال سے خالی نہیں اسلئے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا مقام اور آپ کے مناقب معروف و مسلم ہیں، بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے طہارت کے سلسلہ میں کوتاہی کی ہو، اور جب سب روایات معلول ہیں تو پھر ایسے جلیل القدر صحابی کے متعلق یہ گمان رکھنے کی ضرورت ہی نہیں بالخصوص جب ضم قبر کی دیگر روایات سے اس کا تعارض معلوم ہوتا ہے کماسیاتی۔ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کوئی حرام یا مکروہ کام نہیں کیا تھا لیکن استنجاء بالماء نہ کرنے کے سبب آپ کو بھی چننا گیا۔ علامہ زرقاتی کے کلام کا بھی یہی حاصل ہے کہ ضم قبر کی وجہ ترک خلاف اولیٰ ہے۔ لیکن یہ توجیہ بھی ضعیف ہے اسلئے کہ شریعت میں پانی استعمال نہ کرنے کی گنجائش ہے اور یہ پیشاب میں عدم احتیاط کو مستلزم نہیں۔ الحاصل راجح قول یہی ہے کہ یہ روایات ثابت نہیں ہے۔

اب یہاں دو مزید چیزوں کا ذکر ضروری ہے۔

اولا اگر ان روایات کی صحت تسلیم بھی کر لی جائے تو ایک امر کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ صحیح بخاری کی مشہور حدیث ہے کہ ایک صحابی کو پیشاب میں احتیاط نہ کرنے کے سبب اور ایک دوسرے صحابی کو نیمہ کے سبب عذاب قبر ہو رہا تھا۔ راجح قول کے مطابق یہ دو صحابہ تھے گو ایک رائے یہ ہے کہ یہ کافر تھے لیکن حافظ ابن حجر نے قول اول ہی کو ترجیح دی ہے۔ نیز یہ دو شخص مجہول ہیں اور جن حضرات نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے یہ غلط ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر اور ان سے قبل علامہ قرطبی نے تصریح کی ہے۔ الغرض جن حضرات کے نزدیک حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر میں بھیجے جانے کے آثار بسبب بول ثابت ہے انکے نزدیک بھی صحیح بخاری کی عذاب قبر کی مشہور حدیث کا محمل معاذ اللہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نہیں ہے۔ ضم قبر اور عذاب قبر یہ دو الگ چیزیں ہیں اور اہل علم کا اتفاق ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو عذاب قبر نہیں ہوا تھا، اسمیں ذرہ برابر تردد نہیں ہونا چاہئے۔

ثانیا بعض روایات صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو قبر میں بھیجنا گیا اسلئے کہ ہر شخص کو بجز انبیاء کے قبر میں بھیجنا جاتا ہے۔ ان روایات میں پیشاب کا یا کسی اور گناہ کا تذکرہ تک نہیں، بلکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی منقبت بیان کی گئی ہے کہ اگر کوئی اس سے بچتا تو وہ بچتے لیکن انہیں بھی نظام الہیہ کے مطابق اس مرحلہ سے گذرنا پڑا۔ علامہ سیوطی اور علامہ ابن عراق نے پیشاب کی روایات پر کلام کرنے کے بعد یہی لکھا ہے کہ فی نفسہ ضغطہ فی القبر کی روایات ثابت اور صحیح ہے۔ علامہ طیبی اور ملا علی قاری نے حدیث لقد تضایق علی هذا العبد الصالح قبرہ حتی فرجہ اللہ عنہ کی شرح میں اس بات کی تصریح کی ہے اس قسم کی روایات حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے صلاح اور علوم مرتبہ کی دلیل ہے، ملا علی قاری نے فقہ اکبر کی شرح میں بھی یہی تصریح کی ہے کہ ضغطہ فی القبر کے مرحلہ سے کامل مسلمانوں کو بھی گذرنا ہے جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو گذرنا پڑا۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء نصیب ہوئی اور ضم قبر کی کیفیت بہت ہی جلد مرتفع ہو گئی۔ روایات میں خاص ذکر کی

وجہ یہ ہے کہ انکے مقام کے باوجود بھی انہیں اس مرحلہ سے گذرنا پڑا۔ اس سلسلہ میں حافظ شمس الدین ذہبی کا کلام سب سے نفیس ہے، اسکو نیچے دیکھ لیا جائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم کہ جن روایات میں پیشاب کا تذکرہ ہے اگر ان میں کچھ قوت تسلیم بھی کر لیا جائے تو پیشاب کا تذکرہ مدرج من الراوی ہے، بالخصوص ہناد بن السری اور ابن سعد کی روایات میں اسلئے کہ آخر حدیث میں پیشاب کا تذکرہ ہے، باقی روایت کا مضمون مستقیم ہے۔

الحاصل جن روایات میں پیشاب کا تذکرہ ہے وہ یا تو ثابت ہی نہیں یا شاذ ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں۔

اب آخری سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ضم فی القبر نیک صالح مسلمانوں کے حق میں تکلیف کا باعث ہے یا نہیں؟ اکثر روایات کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک مشکل مرحلہ ہے جس سے ہر ایک کو گذرنا ہے جیسا کہ بقیہ قیامت کے مشکل احوال سے گذرنا ہے۔ امام ابوالمعالین نسفی وغیرہ کے کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ علامہ ابن ابی الدنیانے ایک قول نقل کیا ہے کہ ضم فی القبر نیک لوگوں کے حق میں ایک نرمی کا ضم ہو گا جیسا کہ ایک ماں اپنے بیٹے کو اپنے لپیٹ میں لیتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک مرفوع ضعیف روایت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ حکیم ترمذی کا میلان بھی کچھ اسی طرف ہے گو آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہر شخص سے کچھ نہ کچھ خطا سرزد ہوتی ہے اور ضم قبر اسکی تلافی ہے۔ حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ضم فی القبر برزخ کے مشکل مراحل میں سے ایک مرحلہ ہے جس سے ہر ایک کو گذرنا ہے اور ہر مرحلہ مشکل مرحلہ ہے جس میں تکلیف و مشقت ہوگی۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان مراحل کو یا بعض مراحل کو اپنے متقی بندوں کیلئے آسان فرمادے۔ ویسے روایات کا ظاہر یہی ہے کہ ہر ایک کو اس مشکل مرحلہ سے گذرنا ہے، اور ممکن ہے کہ نیک لوگوں کے حق میں یہ نفع درجات کا سبب ہو، واللہ اعلم، اللہ تعالیٰ موت اور ما بعد الموت کے تمام مراحل آسان فرمائے۔

مسئلہ کی اہمیت کی وجہ سے تفصیل پیش خدمت ہے۔

أحاديث ضم سعد بن معاذ في القبر بسبب البول

روى هناد بن السري في الزهد (٣٥٧) ومن طريقه ابن الجوزي في الموضوعات (٢٣٣/٣)، قال هناد: حدثنا ابن فضيل عن أبي سفيان عن الحسن قال: أصابت سعد بن معاذ جراحة. فجعله النبي صلى الله عليه وسلم عند امرأة تداويه. فمات من الليل. فأتاه جبريل عليه السلام فأخبره، فقال: لقد مات الليلة فيكم رجل لقد اهتز العرش لحب لقاء الله إياه فإذا هو سعد. قال: فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم قبره. فجعل يكبر ويهلل ويسبح. فلما خرج قيل له: يا رسول الله ما رأيناك صنعت هكذا قط قال: إنه ضم في القبر ضمة حتى صار مثل الشعرة. فدعوت الله أن يرفه عنه ذلك. وذلك أنه كان لا يستبرئ من البول. قال ابن الجوزي: هذا حديث مقطوع، فإن الحسن لم يدرك سعدا. وأبو سفيان اسمه طريف ابن شهاب الصفدي. قال أحمد بن حنبل ويحيى بن معين: ليس بشيء^٣. وقال النسائي: متروك الحديث^٤. وقال ابن حبان: كان مغفلا بهم في الأخبار حتى يقلبها، ويروي عن الثقات ما لا يشبهه حديث الأثبات^٥. وحوشيت زينب من

^٣ راجع الجرح والتعديل (٤٩٣/٤) والكامل (١٨٥/٥). زاد أحمد: لا يكتب عنه.

^٤ راجع الضعفاء والمتروكون للنسائي (ص ٦٠).

^٥ راجع الجرح والتعديل (٣٨١/١) لابن حبان. وقال البخاري في التاريخ الكبير (٣٥٧/٤): ليس بالقوي عندهم، انتهى. وقال أبو داود: واهي الحديث. كذا في سؤالات أبي داود الآجوري (ص ١٠٨). وقال أبو حاتم: ضعيف الحديث ليس بالقوي. كذا في الجرح والتعديل (٤٩٣/٤). وقال الذهبي في المغني (٣١٥/١): تركوه. وقال ابن حجر في التقریب (ص ٢٨٢): ضعيف من السادسة.

وفيه جهالة فإن بعض أهل سعد مجهول ولا يدري سند الإبلاغ، فعله من جهة أحد الطريقتين المذكورين. وأمّية هو أمّية بن عبد الله بن عمرو بن عثمان، ذكره البخاري في التاريخ الكبير (٨/٢). قال أبو حاتم: ليس به بأس، كذا في الجرح والتعديل (٣٠٢/٢) وتاريخ الإسلام (٣٧٣/٣). وعده ابن حبان في الثقات (٦٩/٦). توفي سنة ١٣٠هـ كما في تاريخ خليفة (ص ٣٩٢) وتاريخ دمشق (٢٩٩/٩). وقال ابن الأثير في أسد الغابة (٢٨١/١): قال أبو موسى: ذكره عبدان في الصحابة، انتهى. لكن قال الحافظ في الإصابة (٣٨٨/١): هو من أتباع التابعين، ذكره فيهم ابن حبان. وكذا ذكر البخاري أنه يروي عن عكرمة. وقال خليفة: مات سنة ثلاثين ومائة. انتهى. فلحاصل أن في الحديث جهالة وانقطاعاً. ثم رأيت الحافظ ابن كثير ذكر في البداية والنهاية (١٢٨/٤) أثر ابن إسحاق هذا وقال: أثر غريب. ثم سرد أحاديث فضائل سعد بن معاذ رضي الله عنه من الصحيحين وغيرهما، فكأنه يميل إلى عدم ثبوته.

وقال الإنبوي في ذخيرة العقبى (٩٨/٢٠): هذه الأحاديث كلها مراسيل، إلا أنه ربما يكون لمجموعها قوة، فتصلح لبيان سبب ضغطة سعد رضي الله عنه، انتهى. لكن ثبت بما ذكرنا أنها كلها معلولة ضعيفة جدا لا تصلح للمتابعة ولا تقوية بعضها بعضاً. فحاصل الكلام أن ذكر البول في الأحاديث منكر شاذ، وذكر ضمه ثابت صحيح كما سيأتي، والله تعالى أعلم.

توجيه ضمه بسبب البول على تقدير صحته

قال القرطبي^٨ في التذكرة (ص ٣٩٩): تنبيه على غلط: ذكر بعض أصحابنا فيما نقل إلينا عنه أن القبر الذي غرس عليه النبي صلى الله عليه وسلم العسيب^٩، هو قبر سعد بن معاذ، وهذا باطل. وإنما صح أن القبر ضغطه كما ذكرنا ثم فرج عنه. وكان سبب ذلك ما رواه يونس بن بكير عن محمد بن إسحاق. وذكر القرطبي حديث ابن إسحاق وحديث هناد بن السري المذكورين آنفاً. ثم قال القرطبي: وقال السالمي أبو محمد عبد الغالب^{١٠} في كتابه: وأما أخبار في عذاب القبر فبالغة مبلغ الاستفاضة. منها قوله صلى الله عليه وسلم في سعد بن معاذ: لقد ضغطته الأرض اختلفت لها ضلوعه. قال أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ورضي عنهم: فلم ننقم من أمره شيئاً إلا أنه كان لا يستنزه في أسفاره من البول. قلت: فقوله صلى الله عليه وسلم: ثم فرج عنه دليل على أنه جوزي على ذلك التقصير منه لا أنه يعذب بعد ذلك في قبره. هذا لا يقوله أحد إلا شاك مراتب في فضله وفضيلته ونصحه ونصيحته رضي الله عنه. أترى من اهتز له عرش الرحمن، وتلقت روحه الملائكة الكرام فرحين بقدمها عليهم، ومستبشرين بوصولها إليهم، يعذب في قبره بعد ما فرج عنه؟ هيئات هيئات. لا يظن ذلك إلا جاهل بحقه غبي بفضيلته وفضله، رضي الله عنه وأرضاه. وكيف يظن ذلك وفضائله شهيرة ومناقبه كثيرة. خرجها البخاري ومسلم وغيرها. وهو الذي أصاب حكم الرحمن في بني قريظة من فوق سبع سموات، أخبر بذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم في البخاري ومسلم وغيرهما، انتهى. فضائل سعد رضي الله عنه استوعبها الحافظ ابن كثير في تاريخه كما أشرت إليه وسيأتي بعضها.

وقال الحكيم الترمذي في نوادر الأصول (١٠٢/٢): وما روي عن ابن عمر رضي الله عنهما في شأن سعد بن معاذ رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل قبره فاحتبس. فقالوا: ما حبسك يا رسول الله. قال: ضم سعد في القبر ضمة فدعوت الله أن يكشف عنه. وفي رواية أخرى جلس على القبر فقال: لا إله إلا الله سبحانه الله، هذا العبد الصالح لقد ضيق عليه قبره حتى خشيت أن لا يوسع عليه ثم وسع عليه. وروي في الخبر أنه سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال: كان يقصر في بعض الطهور من البول. فإن القوم من ابتداء الإسلام يتمسحون بالحجارة والتراب. فلما نزل قوله تعالى: رجال يحبون أن يتطهروا والله يحب المطهرين، فشا

^٨ هو أبو عبد الله القرطبي صاحب التفسير المتوفى سنة ٦٧١هـ. وهو غير أبي العباس القرطبي صاحب شرح مسلم المتوفى سنة ٦٥٦هـ. فاحفظ.

^٩ سيأتي هذا الحديث.

^{١٠} توفي سنة ٥١٦هـ. وهو من مشايخ القاضي عياض، ترجم له القاضي في الغنية في شيوخ القاضي عياض (ص ١٦٩) ولخصه ابن بشكوال في الصلة في تاريخ أئمة الأندلس (ص ٣٦٩). وقد كتبت هنا أولاً: لم أقف عليه، ثم نبهني على ترجمته محبنا الشيخ ذیشان أحمد البريطاني، فجزاه الله تعالى في البارين.

فيهم الطهور. فمنهم من كان يستنجي ومنهم من كان يتطهر بالماء. وليس الاستنجاء بذنب عندهم ولا خطيئة فيحاسبون في قبورهم. فمن ورد اللحد مع التقصير نالته ضمة الأرض كما نالت سعدا مع عظم قدره، فكانت ضمة ثم فرج عنه. انتهى.

ولخص كلامه المناوي في فيض القدير (٣٣٢/٥) وقال: فتلك الضمة نالت سعدا مع عظيم قدره لكونه عوتب في القبر بذلك التقصير، فضم عليه ثم فرج ليلقى الله وقد حط عنه دنس ذلك التقصير مع كونه غير حرام ولا مكروه، انتهى. ويرد عليه أنه إن لم يرتكب المكروه ولا المحذور فلم عوتب. والظاهر أن كلام المناوي هذا من قبله لأنه غير موافق لكلام الحكيم الترمذي. ثم رأيت الزرقاني قال نحوه في شرح المواهب (١٠٠/٣): ومعلوم أن تقصيره لم يكن على وجه يؤدي إلى فساد عبادته، ولكنه مخالف للأولى، كترك الجمع بين الحجر والماء في الاستنجاء. فضمه القبر ليعظم ثوابه ولتنبيه غيره حيث أخبرهم الصادق بسبب الضمة، فيحترزون عن خلاف الأولى وإن جاز، انتهى. وهذا أيضا لا يخلو عن النظر، فإن الاستنجاء بالحجر جائز غير مستلزم لعدم الاستبراء والتنزه من البول.

وقال الزبيدي في إتحاف السادة المتقين (٣٧٥/٢): وهذه الاخبار تؤيد قول من قال: إن المراد به تقصيره من بول نفسه وهو الظاهر، ويرد قول من وجه بأنه كان له إبل كثيرة، فلعله كان يدخل بينها فيصيب ثوبه أو بدنه منها وهو لا يعلم، انتهى.

حديث عذاب القبر لرجلين لا يتعلق بسعد بن معاذ رضي الله عنه بلا خلاف

وأما ما روى ابن عباس قال: مر النبي صلى الله عليه وسلم بقبرين، فقال: إنهما ليعذبان وما يعذبان في كبير. أما أحدهما فكان لا يستتر من البول. وأما الآخر فكان يمشي بالنميمة. ثم أخذ جريدة رطبة، فشققها نصفين، ففرز في كل قبر واحدة. قالوا: يا رسول الله، لم فعلت هذا؟ قال: لعله يخفف عنها ما لم يببسا. رواه البخاري (٢١٥ و ٢١٦ و ٢١٨ و ١٣٦١ و ١٣٧٨ و ٦٠٥٢ و ٦٠٥٥). فهذا لا علاقة له مع سعد بن معاذ رضي الله عنه من غير خلاف ولا تردد، حتى عند من أثبت ضغطة القبر لسعد رضي الله عنه بسبب البول كالقرطبي كما تقدم من كلامه مصرحا.

قال الحافظ ابن حجر في الفتح (٣٢٠/١): لم يعرف اسم المقبورين ولا أحدهما. والظاهر أن ذلك كان على عمد من الرواة لقصد الستر عليهما وهو عمل مستحسن، وينبغي أن لا يبالغ في الفحص عن تسمية من وقع في حقه ما يذم به. وما حكاه القرطبي في التذكرة وضعفه عن بعضهم أن أحدهما سعد بن معاذ فهو قول باطل لا ينبغي ذكره إلا مقرونا ببيانه. وما يدل على بطلان الحكاية المذكورة أن النبي صلى الله عليه وسلم حضر دفن سعد بن معاذ كما ثبت في الحديث الصحيح^{١١} وأما قصة المقبورين ففي حديث أبي أمامة عند أحمد^{١٢} أنه صلى الله عليه وسلم قال لهم: من دفنتم اليوم ها هنا؟ فدل على أنه لم يحضرهما. وإنما ذكرت هذا ذبا عن هذا السيد الذي سباه النبي صلى الله عليه وسلم سيذا، وقال لأصحابه: قوموا إلى سيدكم. وقال: إن حكمه قد وافق حكم الله. وقال: إن عرش الرحمن اهتز لموته، إلى غير ذلك من مناقبه الجليلة^{١٣} خشية أن يغتر ناقص العلم بما ذكره القرطبي فيعتقد صحة ذلك وهو باطل، انتهى.

ثم بسط الحافظ ابن حجر الكلام في كون المقبورين كافرين أو مسلمين. وقال في آخر البحث: وأما حديث الباب فالظاهر من مجموع طرقه أنها كانا مسلمين. ففي رواية ابن ماجه^{١٤}: مر بقبرين جديدين. فانتفى كونها في الجاهلية. وفي حديث أبي أمامة عند أحمد أنه صلى الله عليه وسلم مر بالبقيع فقال: من دفنتم اليوم ها هنا. فهذا يدل على أنها كانا مسلمين لأن البقيع مقبرة المسلمين والخطاب للمسلمين، مع

^{١١} راجع صحيح مسلم (٢٤٦٦ و ٢٤٦٧).

^{١٢} راجع مسند أحمد (٢٢٢٩٢).

^{١٣} وسيأتي بعض مناقبه إن شاء الله تعالى.

^{١٤} راجع سنن ابن ماجه (٣٤٧).

جريان العادة بأن كل فريق يتولاه من هو منهم. ويقوي كونها كانا مسلمين رواية أبي بكره عند أحمد^{١٥} والطبراني^{١٦} بإسناد صحيح: يعذبان وما يعذبان في كبير ولى وما يعذبان إلا في الغيبة والبول. فهذا الحصر ينبغي كونها كانا كافرين لأن الكافر وإن عذب على ترك أحكام الإسلام فإنه يعذب مع ذلك على الكفر بلا خلاف. انتهى كلام الحافظ ابن حجر.

أحاديث ضم سعد بن معاذ في القبر من غير ذكر البول وما ورد في الضم لكل أحد سوى الأنبياء

عن ابن عمر قال: اهتز العرش لحب لقاء الله سعدا. قال: إنما يعني السرير. قال: تفسخت أعواده. قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم قبره فاحتبس، فلما خرج، قيل: يا رسول الله، ما حبسك؟ قال: ضم سعد في القبر ضمة فدعوت الله أن يكشف عنه. رواه ابن أبي شيبة (٣٢٣١٦ و ٣٦٨٠٠) ومن طريقه البيهقي في إثبات عذاب القبر (١١١). وصححه ابن حبان (٧٠٣٤) والحاكم (٤٩٢٤) وأقره الذهبي. لكن قال البوصيري في إتحاف الخيرة المهرة (٤٩٣/٢): رواه أبو بكر بن أبي شيبة بسند رجاله ثقات إلا أن عطاء بن السائب اختلط بآخره، ومحمد بن فضيل بن غزوان روى عنه بعد الاختلاط، انتهى. لكن للحديث شواهد من حديث ابن عمر وغيره.

وعن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: هذا الذي تحرك له العرش وفتحت له أبواب السماء وشهده سبعون ألفا من الملائكة. لقد ضم ضمة ثم فرج عنه. رواه النسائي (٢٠٥٥) بإسناد صحيح وبوب عليه: ضمة القبر وضغطته. وزاد في الكبرى (٢١٩٣): يعني سعد بن معاذ هذا. ورواه ابن سعد (٣٢٨/٣) والطبراني في الكبير (٥٣٣٣) والأوسط (١٧٠٧) والبيهقي في إثبات عذاب القبر (١٠٩) ودلائل النبوة (٢٨/٤) وأبو نعيم في معرفة الصحابة (١٢٤٣/٣). قال الطبراني: لم يرو هذا الحديث عن عبید الله إلا ابن إدريس، انتهى. وقال الزيلعي في نصب الراية (٢٨٧/٢) بعد عزوه إلى ابن سعد: وهذا ذكره ابن أبي حاتم في علله، وذكر في إسناده اختلافا ولم يضعفه ولا جعله منكرا، انتهى.

وفي الباب عن ابن عمر عند البراز (٥٧٤٦ و ٥٧٤٧) وقد بسط الكلام فيها ابن كثير في البداية والنهاية (١٢٨/٤).

وعن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن للقبر ضغطة، لو كان أحد ناجيا منها نجا منها سعد بن معاذ. رواه أحمد (٢٤٢٨٣) و ٢٤٦٦٣ وابن الجعد في مسنده (١٥٤٨) والبيهقي في إثبات عذاب القبر (١٠٦). قال الذهبي في السير (٢٩١/١): إسناده قوي. انتهى. وقال العراقي في تخریج الإحياء (ص ١٨٨٨): رواه أحمد بسند جيد، انتهى. وقال ابن كثير في البداية والنهاية (١٢٨/٤): هذا الحديث سنده على شرط الصحيحين إلا أن الإمام أحمد رواه عن غندر عن شعبة عن سعد بن إبراهيم عن إنسان عن عائشة به، انتهى. وقال الدارقطني في العلل (٤٤٢/١٤): الصواب قول من قال: عن صفية (امرأة ابن عمر) عن عائشة، انتهى. وقال الهيثمي (٤٦/٣): رواه أحمد عن نافع عن عائشة وعن نافع عن إنسان عن عائشة. وكلا الطريقين رجالها رجال الصحيح. انتهى.

وعن أنس بن مالك أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى على صببية أو صبي فقال: لو كان نجا أحد من ضمة القبر لنجا هذا الصبي. رواه الطبراني في الأوسط (٢٧٥٣) وابن عدي في الكامل (٣٢١/٢) والضياء المقدسي في المستخرج من الأحاديث المختارة (٢٠١/٥). قال الطبراني: لم يرو هذا الحديث عن ثمامة إلا حاد، انتهى. وقال ابن عدي (٣٢٢/٢): ولثمامة عن أنس أحاديث وأرجو أنه لا بأس به وأحاديثه قريب من غيره، وهو صالح فيما يرويه عن أنس عندي، انتهى. وقال الحافظ في التقریب (ص ١٣١): صدوق، انتهى. وثممه العجلي (ص ٩١) وابن حبان (٩٦/٤) وأحمد كما في الجرح والتعديل (٤٦٦/٢) والميزان (٣٧٢/١) والنسائي كما في تهذيب الكمال (٤٠٦/٤). ولذا قال الهيثمي (٤٧/٣) وتبعه محمد بن يوسف الشامي في سبل الهدى والرشاد (٣٧١/٨): رجاله موثقون، انتهى. وقال

^{١٥} راجع مسند أحمد (٢٠٣٧٣).

^{١٦} راجع المعجم الأوسط (٣٧٤٧).

البوصيري في الإتحاف (٤٩٣/٢): رواه أبو يعلى الموصلي، ورجاله ثقات، انتهى. وذكر ابن حجر في المطالب العالية (٤٧٥/١٨) رواية أبي يعلى^{١٧} وقال: إسناده صحيح، انتهى. لكن قال الدارقطني في العلل (٤٣/١٢) وحكاه عنه الضياء المقدسي: رواه حرمي بن عمارة وسعيد بن عاصم اللخمي شيخ بصري عن حماد بن سلمة عن ثمامة عن أنس. وخالفها وكيع وأبو عمر الحوضي فروياه عن حماد عن ثمامة مرسلًا، وهو الصحيح، انتهى. وقال الحافظ أبو الفضل محمد بن طاهر المقدسي المعروف بابن القيسراني في ذخيرة الحفاظ (٧٦١/٢): رواه ثمامة بن عبد الله بن أنس عن جده، وهذا أحد ما أنكر عليه، انتهى. وقال الذهبي في الميزان (٣٧٢/١) والعيني في عمدة القاري (١١٦/٢): هذا منكر. انتهى. ورواه عبد الله بن أحمد في كتاب السنة (١٤٣٤) ولفظه: لو أفلت أحد من ضمة القبر أفلت هذا الصبي. وورد هذا اللفظ عند الطبراني في الكبير (٣٨٥٨) من حديث ثمامة عن البراء بن عازب عن أبي أيوب رضي الله عنه. قال الهيثمي (٤٧/٣): رجاله رجال الصحيح، انتهى. وقال الزبيدي في تخریج الإحياء (٢٦٥٨/٦): سنده صحيح، انتهى. فالحاصل أن حديث ثمامة عن أنس ثابت وإن لم يبلغ درجة الصحة، ومن صححه فلشواهد من حديث أبي أيوب وغيره.

وعن جابر بن عبد الله الأنصاري قال: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً إلى سعد بن معاذ حين توفي. قال: فلما صلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ووضع في قبره وسوي عليه، سبح رسول الله صلى الله عليه وسلم، فسبحنا طويلاً، ثم كبر فكبرنا. فقيل: يا رسول الله، لم سبحت ثم كبرت؟ قال: لقد تضايقت على هذا العبد الصالح قبره^{١٨} حتى فرجه الله عنه. رواه أحمد (١٤٨٧٣) والطبراني في الكبير (٥٣٤٦) والبيهقي في إثبات عذاب القبر (١١٣) ودلائل النبوة (٢٩/٤). قال الهيثمي (٤٦/٣) بعد عزوه إلى أحمد والطبراني: فيه محمود بن محمد بن عبد الرحمن بن عمرو بن الجموح، قال الحسيني: فيه نظر. قلت: ولم أجد من ذكره غيره، انتهى كلام الهيثمي. ومحمود هذا وثقه أبو زرعة كما في الجرح والتعديل (٣١٦/٧) وأورده ابن حبان في الثقات (٣٧٣/٥) وفيها محمد بدل قوله محمود، والظاهر أنه نفس الرجل، لأن ابن حبان صرح بأن محمد بن إسحاق روى عن معاذ بن رفاعه عنه، وهكذا وقع في إسناده الحديث عند أحمد والطبراني والبيهقي. ومحمد بن إسحاق صاحب المغازي معروف. ومعاذ بن رفاعه صدوق كما في التقريب (ص ٥٣٦). فيبدو أن الحديث حسن. ثم رأيت ابن جرير الطبري في تهذيب الآثار (٥٩٧/٢) خرج من طريق الربيع بن سليمان حدثنا شعيب بن الليث حدثنا أبي، ح، وخرجه الطحاوي في مشكل الآثار (٣٦٨/١٠) من طريق محمد بن خزيمة وفهد بن سليمان قالا حدثنا عبد الله بن صالح حدثني الليث بن سعد قال حدثني ابن الهاد عن معاذ بن رفاعه عن جابر. وإسناده ابن جرير أقوى. ابن الهاد هو إمام حافظ حجة ثقة معروف من تلاميذ معاذ بن رفاعه كما في سير أعلام النبلاء (١٨٨/٦) وغيره. والربيع بن سليمان وشعيب بن الليث ثقتان كما في التقريب (ص ٢٠٦ و ٢٦٧). أما عبد الله بن صالح في سند الطحاوي فهو كاتب الليث بن سعد صدوق كثير الغلط كما في التقريب (ص ٣٠٨). لكن تابعه عبد الله بن عبد الحكم عند البيهقي في دلائل النبوة (٢٩/٤) وهو أقوى حالا من عبد الله بن صالح. قال الحافظ في التقريب (ص ٣١٠): صدوق أنكر عليه ابن معين شيئاً، انتهى. لكن قال الذهبي في السير (٢٢١/١٠): لم يثبت قول ابن معين: إنه كذاب، انتهى. وأورده العجلي في الثقات (ص ٢٦٦) وكذا ابن حبان (٣٤٧/٨). ووثقه أبو زرعة. وقال أبو حاتم: صدوق. كذا في الجرح والتعديل (١٠٦/٥).

وذكر الدارقطني في العلل (٣٨٨/١٣) اختلاف رواة هذا الحديث في الإرسال والاتصال فليتنظر.

^{١٧} لم أجد روايته في كتبه المطبوعة، لكن رواه ابن عدي في الكامل (٣٢١/٢) من طريقه.

^{١٨} قال علي القاري في المرقاة (٢١٧/١) تبعاً للطبري (٥٩٩/٢): هذا إشارة إلى كمال تمييزه ورفع منزلته، ثم وصفه بالعباد ونعته بالصلاح لمزيد التخويف والحث على الالتجاء إلى الله سبحانه من هذا المنزل الفظيع، أي إذا كان حاله كذا فما حال غيره، انتهى. فدل على عدم ثبوت روايات عدم تنزهه من البول. وسيأتي كلام القاري من شرح الفقه الأكبر.

وعن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم يوم دفن سعد بن معاذ وهو قاعد على قبره قال: لو نجا أحد من فتنة القبر أو مسألة القبر لنجا سعد بن معاذ. ولقد ضم ضمة ثم رخي عنه. رواه الطبراني في الكبير (١٠٨٢٧) والأوسط (٦٥٩٣) والبيهقي في إثبات عذاب القبر (١١٢). قال الهيثمي (٤٦/٣) وحكاها المناوي في فيض القدير (٣٣٢/٥): رجال الطبراني موثقون، انتهى. ورواه الطبراني في الكبير (١٢٩٧٥) بسند آخر عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم توفي سعد بن معاذ وقف على قبره ثم استرجع ثم قال: لو نجا من ضغطة القبر أحد لنجا سعد، لقد ضغط ثم رخي عنه. وفيه ابن لهيعة.

وعن ابن أبي مليكة قال: ما أجبر من ضغطة القبر ولا سعد بن معاذ الذي منديل من مناديله خير من الدنيا وما فيها. رواه هناد في الزهد (٣٥٦)، وذكره ابن القيم في الروح (ص ٥٦).

وعن عائشة أنها قالت: يا رسول الله، إنك منذ يوم حدثتني بصوت منكر ونكير وضغطة القبر ليس ينفعني شيء. قال: يا عائشة، إن صوت منكر ونكير في أساع المؤمنين كالإثم في العين. وإن ضغطة في القبر على المؤمنين كأمه الشفيقة يشكو إليها ابنها الصداق، فتقوم إليه فتغمر رأسه غمزا رفيقا. ولكن يا عائشة، ويل للشاكين في الله كيف يضغطون في قبورهم، كضغطة البينة على الصخر. رواه ابن الأعرابي في معجمه (١٨٧٠) والبيهقي في إثبات عذاب القبر (١١٦) والدلمي (٤٠٠/٢). وعزاه السيوطي في شرح الصدور (ص ١١٥) إلى ابن منده وابن النجار. وهذا حديث ضعيف لأن فيه الحسن بن أبي جعفر وعلي بن زيد بن جدعان ضعيفان كما في التقريب (ص ١٥٩ و ٤٠١).

وقال الزبيدي في تخرج الإحياء (٢٦٥٨/٦): ومن الغريب ما قال الزبير بن بكار في الموقفيات حدثني أبو غزية الأنصاري عن إبراهيم بن سعد عن محمد بن إسحاق قال قال عبد الله بن عمر: وتوفي سعد بن معاذ فخرج إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم. فبينما هم يمشون إذ تخلف فوقفوا حتى أدركهم. فقالوا: يا نبي الله ما خلفك عنا؟ قال: سمعت سعد بن معاذ حين ضم في قبره. قالوا: ضم في قبره وقد اهتز له عرش الرحمن. فقال: سعد أكرم على الله أم يحيى بن زكريا، فوالذي نفسي بيده لقد ضم يحيى لأنه شبع شبعة من خبز شعير. وسبقه السيوطي في شرح الصدور (ص ١١٤) وقال: هذا الحديث منكر بمرة وإسناده معضل. والمعروف أن الأنبياء لا يضغطون، انتهى.

وفي الباب أحاديث كثيرة ذكرها البيهقي في إثبات عذاب القبر والقرطي في التذكرة (ص ٣٢٣) وابن رجب في أهوال القبور (ص ٥٦) والهيثمي في مجمع الزوائد (٣.٤٦) والسيوطي في شرح الصدور (ص ١١١) واللائئ المصنوعة (٣٦٢/٢) والسفاري في لوايح الأنوار البهية (١٤/٢)، واستوعبها السيوطي في شرح الصدور. وقد تقدم في الهامش حديث دفن زينب رضي الله عنها.

وأما ضغطة القبر فيناسب ذكر بعض الفوائد المتعلقة بها:

أولها أن ضغطة القبر لكل أحد ولو كان مؤمنا صالحا أو صبيا إلا الأنبياء. قال الإمام أبو حنيفة في الفقه الأكبر^{١٩} المطبوع مع شرح علي القاري (ص ٢٩٣): وضغطة القبر حق، انتهى. قال علي القاري: أي تضييقه حق حتى للمؤمن الكامل لحديث: لو كان أحد نجا منها لنجا

^{١٩} قال شيخنا محمد يونس الجوفوري في نبراس الساري (١١٠/١): والفقه الأكبر اختلفوا فيه. فقيل: هو من تصانيف الإمام، وصرح به الإمام البرزدي في أصوله (ص ٣) ولفظه: قد صنف أبو حنيفة كتاب الفقه الأكبر. وقيل: هو من تصانيف أبي مطيع البلخي، انتهى كلام شيخنا.

ومن أثبت النسبة إلى أبي حنيفة أبو المظفر الأسفراييني في التبصير في الدين وتمييز الفرقة الناجية عن الفرق الهالكين (ص ١٨٤) وابن قدامة في إثبات صفة العلو (ص ١٧٠) وابن تيمية في درء تعارض العقل والنقل (٢٦٣/٦) وفتاويه (٤٦/٥ و ١٤٠ و ١٨٣) وعبد القاهر القرشي في الجواهر المضية (٣٣٢/١) و ٢٦٥/٢ و ٤٦١ و ٤٧١) وابن أبي العز في شرح الطحاوية (٥/١ و ٨٥ و ١٨٦ و ١٩٠ و ٢٦٤) والزرکشي في البحر المحيط في أصول الفقه (٣٨/١) وتشنيف المسامع (٨٤٤/٤) والعيني في عمدة القاري (١٠٧/١) وابن أمير حاج في التقرير والتحرير (٣١٨/٣) وابن قطلوبغا في تاج التراجم (ص

سعد بن معاذ الذي اهتز عرش الرحمن لموته، وهي أخذ أرض القبر وضيقه أولاً عليه، ثم الله سبحانه ويفسح ويوسع المكان مد نظره إليه، انتهى. وترجم القرطبي في التذكرة (ص ٣٢٣): باب ما جاء في ضغط القبر على صاحبه وإن كان صالحاً. وترجم السيوطي في شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور (ص ١١١): باب ضمة القبر لكل أحد. وقال ابن رجب في أهوال القبور (ص ٥٦): وقد ورد ما يدل على أن التضييق عام للمؤمن والكافر، وصرح بذلك طائفة من العلماء منهم ابن بطة وغيره. انتهى. وقال الحكيم الترمذي في نوادر الأصول (١٠٣/٢): فأما الأنبياء والأولياء عليهم السلام فليس لهم ضمة ولا سؤال، لأنهم بحظهم من ربهم امتنعوا من ذلك وتخلصوا، فإن على قلوبهم من جلال الله تعالى وعظمته ما إذا وردوا للحدود تهابهم الحدود من جلالتهم، انتهى. وقوله الأولياء لعله عطف تفسير. ووافقه على استثناء الأنبياء المناوي في فيض القدير (٣٣٢/٥) والسيوطي في حاشية النسائي (١٠٣/٤) بل عده من الخصائص. قال في أممذج اللبيب في خصائص الحبيب (ص ٢٢٨): ولا يضغط في قبره وكذلك الأنبياء، ولم يسلم من الضغط لا صالح ولا غيره سواهم، انتهى. وقال الزبيدي في تخرج الإحياء (٢٦٥٨/٦): وقد عرف مما تقدم من الأخبار والآثار أن ضمة القبر لكل أحد، فدخل فيه الصبيان الذين ماتوا صغاراً. وما يشهد لذلك ما رواه الطبراني بسند صحيح عن أبي أيوب، انتهى، وقد تقدم الحديث. وروى ابن شبة في تاريخ المدينة (١٢٣/١) عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما أعني أحد من ضغطة القبر إلا فاطمة بنت أسد. قيل: يا رسول الله ولا القاسم ابنك؟ قال: ولا إبراهيم. وكان أصغرهما. قال القرطبي في التذكرة (ص ٣٢٦): رواه أبو نعيم الحافظ عن عاصم الأحول عن أنس بمعناه. انتهى. قلت: أسنده ابن الجوزي في العلل المتناهية (٢٦٨/١) من طريق أبي نعيم وقال: تفرد به روح بن صلاح وهو في عداد المجولين وقد ضعفه ابن عدي، انتهى. ورواه الطبراني بسنده في الكبير (٣٥١/٢٤) والأوسط (١٨٩). قال الهيثمي (٢٥٧/٩): رواه الطبراني في الكبير والأوسط. وفيه روح بن صلاح، وثقه ابن حبان والحاكم، وفيه ضعف. وبقية رجاله رجال الصحيح، انتهى.

ثانيها في وقتها: قال الرملي في فتاويه (٣٨٤/٤): وعلم من هذا أن ضغطة القبر قبل سؤال الملكين لأنها تعم المؤمن وغيره، انتهى.

ثالثها في سببها وحقيقتها. قال الحكيم الترمذي في نوادر الأصول (١٠٠/٢): المؤمن من أشرق نور الإيمان في صدره، فباشر اللذات والشهوات وهي من الأرض، والأرض مطيعة وخلق الآدمي منها، وقد أخذ عليه العهد والميثاق في العبادة فما تقض من وفاء العبادة

(٣٣١) وعلي القاري في شرح الفقه الأكبر (ص ٤٣) والمرقاة (٢٧٧٩/٧) وجمع الوسائل (١٦٩/١) والحموي في غمز عيون البصائر (٢٧/١) والسفاري في لواعج الأنوار البهية (٢٦٢/١) والزبيدي في الإتحاف (١٤/٢) واللكنوي في فتاويه بالأردية (ص ٧٧) ومقدمة السعاية (ص ٢٩) ونغان الألووسي في جلاء العينين (٢١٢/١) وغيرهم. قال القاري في رسالته أدلة معتقد أبي حنيفة في أبي النبي صلى الله عليه وسلم المطبوعة في مجموع رسائله (٤٥٧/٥): قد قال الإمام الأعظم والهام الأقدم في كتابه المعتبر المعبر بالفقه الأكبر، انتهى. وقال عبد القاهر القرشي (٤٦١/٢): قال الكردي: فإن قلت: ليس لأبي حنيفة كتاب مصنف. قلت: هذا كلام المعتزلة، ودعواهم أنه ليس له في علم الكلام تصنيف، وغرضهم بذلك نفي أن يكون الفقه الأكبر وكتاب العالم والمتعلم له، لأنه صرح فيه بأكثر قواعد أهل السنة والجماعة ودعواهم أنه كان من المعتزلة، وذلك الكتاب لأبي حنيفة البخاري. وهذا غلط صريح فإني رأيت بخط العلامة مولانا شمس الملة والدين الكردي البراتقيني العادي هذين الكتابين وكتب فيها أنها لأبي حنيفة، وقال: تواطأ على ذلك جماعة كثير من المشايخ، انتهى. وقال اللكنوي في مقدمة السعاية (ص ٢٩) عن الكفوي: وذكر الإمام الأرنجاني في شرح البرزوي أن أبا حنيفة صنف كتاب العالم والمتعلم وكتاب الرسالة وكتاب الفقه الأكبر وكتاب المقصود، وما قيل ليس للإمام كتاب مصنف فهو كلام المعتزلة، انتهى.

لكن نسبه الذهبي في العبر (٢٥٧/١) وتاريخ الإسلام (١٥٨/١٣) والعرش (٢٢٥/٢) والعلو (ص ١٣٤) وابن العماد في شذرات الذهب (٤٧١/٢) إلى أبي مطيع البلخي. قال العلامة أنور شاه الكشميري في العرف الشندي (٤١٥/١): والفقه الأكبر من تصنيف أبي مطيع البلخي الحكيم بن عبد الله تلميذ أبي حنيفة، وهو متكلم فيه وعندني أنه صدوق، انتهى. وقال في فيض الباري (٧٩/١): وأما ما نسب إليه في الفقه الأكبر فالمحدثون على أنه ليس من تصنيفه، بل من تصنيف تلميذه أبي مطيع البلخي. وقد تكلم فيه الذهبي وقال: إنه جهمي. أقول: ليس كما قال، ولكنه ليس بحجة في باب الحديث لكونه غير ناقد. وقد رأيت عدة نسخ للفقه الأكبر فوجدتها كلها متغايرة. وهكذا كتاب العالم والمتعلم والوسيطين الصغير والكبير، كلها منسوبة إلى الإمام، لكن الصواب أنها ليست للإمام، انتهى. ومن اعتمد على ما نقل أبو مطيع البلخي الإمام اللكنوي في فتاويه بالأردية (ص ١٠٢ و ١٠٥).

صارت واجدة عليه. فإذا وجدته في بطنها ضمته ضمة ثم تدركه الرحمة فتحب عليه. وعلى قدر مجيء الرحمة يتخلص من الضمة. فإن كان محسنا فإن رحمة الله قريب من المحسنين فلم يكن للضمة لبث. وإن كان خارجا عن حد المحسنين يطول اللبث في الضمة حتى تدركه الرحمة. وهذا لأن المحسن توسع عليه الرحمة، وتلك الضمة ضمة الشفقة لا ضمة السخطة، لأنه كان على ظهرها محسنا وكانت مشتاقة إليه. فلما وجدته في بطنها ضمته كغائب وجد غائبه بعد الشوق إليه. والظالم المخاطب يكون لضمته لبث حتى تدركه الرحمة والكافر لا خلاق له من الرحمة فملاً عليه ناراً. انتهى. ولخص كلامه السيوطي في شرح الصدور (ص ١١٥)، قال: قال الحكيم الترمذي: سبب هذه الضغطة أنه ما من أحد إلا وقد ألم بخطيئته ما وإن كان صالحاً، فجعلت هذه الضغطة جزاء له ثم تدركه الرحمة. ولذلك ضغط سعد بن معاذ في التصير من البول، انتهى، وقال السيوطي (ص ١١٤): قال أبو القاسم السعدي في كتاب الروح: لا ينجو من ضغطة القبر صالح ولا طالح، غير أن الفرق بين المسلم والكافر دوام الضغط للكافر وحصول هذه الحالة للمؤمن في أول نزوله إلى قبره ثم يعود إلى الإنفاسح له فيه. قال: والمراد بضغطة القبر إلتقاء جانبيه على جسد الميت، انتهى. وقال النسفي في بحر الكلام (ص ٢٥٠): وضيق القبر حق سواء كان مؤمناً أو كافراً أو مطيعاً أو فاسقاً. وقال: المؤمن المطيع لا يكون له عذاب القبر ويكون له ضيقه فيجد هول ذلك وخوفه لما أنه كان تنعم بنعمة الله ولم يشكر النعمة. والمؤمن العاصي يكون له عذاب القبر وضيقه لكن ينقطع عنه عذاب القبر يوم القيامة، انتهى ملخصاً. وقال السيوطي في شرح الصدور (ص ١١٥) وتبعه السفاريني في لوامع الأنوار (١٧/٢): قال بعضهم: من فعل سيئة فإن عقوبتها تدفع عنه بعشرة أسباب، وذكر من جملتها ضغطة القبر. وقال ابن رجب في أهوال القبور (ص ٥٩) والسيوطي في شرح الصدور (ص ١١٥): ذكر ابن أبي الدنيا عن محمد بن عبد الله التيمي قال سمعت أبا بكر التيمي شيخاً من قريش قال: كان يقال: إن ضمة القبر إنما أصلها أنها أمهم ومنها خلقوا. فغابوا عنها الغيبة الطويلة. فلما رد إليها أولادها ضمهم ضمة الوالدة التي غاب عنها ولدها ثم قدم عليها. فمن كان الله مطيعاً ضمته برأفة ورفق، ومن كان لله عاصياً ضمته بعنف سخطاً منها عليه لرحمها، انتهى. ويؤيده ما تقدم من حديث عائشة رضي الله عنها. وأشار إليه القاري في شرح الفقه الأكبر (ص ٢٩٤): وقيل: وضغطته بالنسبة إلى المؤمن على هيئة معاقبة الأم الشفيقة إذا قدم عليها ولدها من السفر العقيمة، انتهى.

ثم رأيت كلام الذهبي في السير (٢٩٠/١) وهو فصل الكلام وأنفسه، قال بعد ذكر الحديث تضايق على صاحبكم القبر وضم ضمة لو نجا منها أحد لنجا هو ثم فرح الله عنه: قلت: هذه الضمة ليست من عذاب القبر في شيء، بل هو أمر يجده المؤمن، كما يجد ألم فقد ولده وحميمه في الدنيا، وكما يجد من ألم مرضه، وألم خروج نفسه، وألم سؤاله في قبره وامتنحانه، وألم تأثره ببكاء أهله عليه، وألم قيامه من قبره، وألم الموقف وهوله، وألم الورود على النار، ونحو ذلك. فهذه الأراجيف كلها قد تنال العبد. وما هي من عذاب القبر، ولا من عذاب جهنم قط. ولكن العبد التقي يرفق الله به في بعض ذلك أو كله،^{٢٠} ولا راحة للمؤمن دون لقاء ربه. قال الله تعالى: وأنذرهم يوم الحسرة، وقال: وأنذرهم يوم الآزفة إذ القلوب لدى الحناجر. فنسأل الله تعالى العفو والطف الخفي. ومع هذه الهزات، فسعد ممن نعلم أنه من أهل الجنة، وأنه من أرفع الشهداء رضي الله عنه. كأنك يا هذا تظن أن الفائز لا يناله هول في البارين، ولا روع ولا ألم ولا خوف، سل ربك العافية، وأن يحشرنا في زمرة سعد، انتهى. وقال في تاريخ الإسلام (٣٢٦/٢) وقد ألفه قبل السير: وليس هذا الضغط من عذاب القبر في شيء،

^{٢٠} قال السرخسي في شرح السير الكبير (٨/١): وقيل معنى قول: أجز من فتنه القبر، أي من ضغطة القبر. فكل أحد يبئلى بهذا إلا من عصمه الله تعالى منه، على ما روي أنه لما سوي التراب على سعد بن معاذ رضي الله عنه تغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: الله أكبر، الله أكبر. فارتج البقيع بالتكبير. فقيل له ذلك. فقال: إنه ضغطه القبر ضغطة اختلفت منها أضلاعه، ثم فرح الله عنه. ولو نجا أحد من ضغطة القبر لنجا هذا العبد الصالح. ولكن في حديث عائشة رضي الله عنها أنها سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال: تلك الضغطة للمؤمن بمنزلة الوالدة الشفيقة يشكو إليها ابنها البار بها الصداق، فتضع يدها على رأسه تغمزه، وهي للمنافق بمنزلة البيضة تحت الصخرة. انتهى.

بل هو من روعات المؤمن، كنز روحه، وكأمله من بكاء حميمه، وكروعته من هجوم ملكي الامتحان عليه، وكروعته يوم الموقف وساعة ورود جهنم، ونحو ذلك. نسأل الله أن يؤمن روعاتنا. انتهى.

مناقب سعد بن معاذ رضي الله عنه

قال الذهبي في السير (٢٧٩/١): السيد الكبير الشهيد أحد السابقين أبو عمرو الأنصاري البدري، اهتز لموته عرش الرحمن، ومناقبه مشهورة في الصحاح وفي السيرة وغير ذلك، انتهى.

وترجم البخاري في الصحيح باب مناقب سعد بن معاذ رضي الله عنه. وروى فيه (٣٨٠٢) عن البراء رضي الله عنه يقول: أهديت للنبي صلى الله عليه وسلم حلة حرير، فجعل أصحابه يمسونها ويعجبون من لينها. فقال: أتعجبون من لين هذه؟ لمناديل سعد بن معاذ خير منها، أو ألين.

وروى البخاري (٣٨٠٣) عن جابر رضي الله عنه قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: اهتز العرش لموت سعد بن معاذ، وعن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله. فقال رجل لجابر: فإن البراء يقول: اهتز السرير. فقال: إنه كان بين هذين الحيين ضغائن، سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: اهتز عرش الرحمن لموت سعد بن معاذ. قال حافظ الدنيا الإمام المزي في تهذيب الكمال (٣٠٢/١٠): وهو حديث روي من وجوه كثيرة متواترة، رواه جماعة من الصحابة، انتهى. وقال الذهبي في السير (٢٩٢/١): وقد تواتر قول النبي صلى الله عليه وسلم: إن العرش اهتز لموت سعد فرحا به، انتهى.

وروى البخاري (٣٨٠٤) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن أناسا نزلوا على حكم سعد بن معاذ، فأرسل إليه فجاء على حمار. فلما بلغ قريبا من المسجد قال النبي صلى الله عليه وسلم: قوموا إلى خيركم، أو سيدكم. فقال: يا سعد إن هؤلاء نزلوا على حكمك. قال: فإني أحكم فيهم أن تقتل مقاتلتهم وتسبى ذرارهم. قال: حكمت بحكم الله، أو بحكم الملك.

وعن أنس بن مالك قال: لما حملت جنازة سعد بن معاذ قال المنافقون: ما أخف جنازته، وذلك لحكمه في بني قريظة. فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فقال: إن الملائكة كانت تحمله. رواه الترمذي (٣٨٤٩) ومعمربن راشد (٢٠٤١٤) والبزار (٧٢٥٤) وأبو يعلى (٣٠٣٤)، وصححه الترمذي وسكت عليه ابن حجر في الفتح (١٢٤/٧). وصححه ابن حبان (٧٠٣٢) والحاكم (٤٩٢٦) ووافقه الذهبي.

وفي الباب أحاديث كثيرة ذكرها الذهبي في السير وتاريخ الإسلام (٣١٨/٢) وابن كثير في البداية والنهاية (١٢٨/٤)، وقد تقدم بعضها في ما مضى.

(۳) علماء احناف کے حالات پر مشتمل کتابوں کی نشاندہی فرمادیں۔

علماء احناف کے حالات پر مشتمل چند مشہور کتابوں کے اسماء درج کرتا ہوں جو مطبوع ہے۔

- (۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه، للقاضي أبي عبد الله حسين بن علي الصميري المتوفى سنة ٤٣٦هـ. طبعته دار عالم الكتب بيروت في سنة ١٤٣٥ طبعة ثانية، وهو في مجلد.
- (۲) الجواهر المضية في طبقات الحنفية، للشيخ عبد القادر القرشي المتوفى سنة ٧٧٥هـ. وهو معروف متداول.
- (۳) تاج التراجم، للعلامة قاسم بن قطلوبغا المتوفى سنة ٨٧٩هـ. وهو معروف متداول.
- (۴) طبقات الحنفية، للعلامة علاء الدين علي بن أمر الله الحميدي المعروف بابن الحنائى وقنالى زاده المتوفى سنة ٩٧٩هـ. طبعته مطبعة ديوان الوقف السني ببغداد في سنة ١٤٢٦هـ، وهو في ثلاثة مجلدات.
- (۵) كئائب أعلام الأخيار من فقهاء مذهب النعمان المختار، للعلامة محمود بن سليمان الكفوي المتوفى سنة ٩٩٠هـ. طبع حديثا لأول مرة من مكتبة الإرشاد إستنبول بتحقيق مجموعة من المؤلفين في مجلدين. وهو من أحسن ما في الباب، اعتمد عليها ولخص ما فيها العلامة عبد الحي الكنوي. ونسخته الخطية موجودة على النت.
- (۶) الطبقات السنوية في تراجم الحنفية، لتقي الدين الغزي المتوفى سنة ١٠١٠هـ. وقيل: سنة ١٠٠٥هـ. طبع من مصر في أربعة مجلدات بتحقيق عبد الفتاح محمد الحلو، لكنه ناقص. ويبدو أن العلامة اللكنوي لم يقف عليه.^{٢١}
- (۷) الأثمار الجنية في أسماء الحنفية، للعلامة علي القاري المتوفى سنة ١٠١٤هـ. طبعته مطبعة ديوان الوقف السني ببغداد في سنة ١٤٣٠هـ، وهو في مجلدين.
- (۸) الفوائد البهية، وبذيله التعليقات السنوية، كلاهما للعلامة عبد الحي اللكنوي المتوفى سنة ١٣٠٤هـ. وهو معروف متداول. وله طرب الأمائل بتراجم الأفاضل، وأكثرها تراجم الحنفية.
- (۹) البدور المضية على تراجم الحنفية، لمحمد حفظ الرحمن الكملائي البنغلاديشي، طبع حديثا في بنغلاديش في ثلاثة وعشرين مجلدا، يقال: إنه أخضمت الكتب المؤلفة في تراجم الحنفية. رزقنا الله تعالى نسخة من هذا الكتاب. وسمعت أن الناشر أرسل الكتاب إلى أممات المدارس في شبه القارة الهندية، فلعله موجود في مكتبة مظاهر العلوم.

اسکے علاوہ صرف علماء احناف پر مشتمل بہت سی کتابیں تصنیف کی گئی ہیں۔ الطبقات السنویہ کے مقدمہ میں (جلد ۱، صفحہ ۸) محقق نے ان کتابوں کا مفصل تذکرہ کیا ہے، اکثر یا تو مفقود ہیں یا غیر مطبوع۔

مذکورہ کتب کے علاوہ متعدد کتب تراجم ہیں جن سے حضرات حنفیہ کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔ قرون متقدمہ کے حالات کے لئے تاریخ بغداد للخطیب، الانساب للسعانی، وفيات الاعیان لابن خلکان، الوافی بالوفیات للصفدی، نوات الوفيات لابن شاکر الکتبی، البدایہ والنہایہ لابن کثیر، معجم البلدان لیاقوت الحموی، اور علامہ ذہبی کی کتابیں سیر اعلام النبلاء، تذکرۃ الحفاظ، تاریخ الاسلام وغیرہ سے استفادہ کیا جائے۔ اسکے بعد آٹھویں صدی ہجری کے حالات کے لئے الدرر الكامنة لابن حجر، نویں صدی کے لئے الضوء اللامع للسخاوی، دسویں صدی کے لئے النور السافر للعیروس اور الکواکب السائرة لنجم الدین الغزی، گیارہویں صدی کے لئے خلاصۃ الاثر للمجسی، بارہویں صدی کے لئے سلک الدرر للمراوی، تیرہویں صدی کے لئے حلیۃ البشر لعبد

^{۲۱} ثم رأيتہ ترجمہ له في طرب الأمائل المطبوع في مجموعة رسائله (٢٦٧/٥) وذكر هذا التصنيف. والذي يظهر أنه لم يحصله والا لذكره كما هو عادة.

الرزاق البیطار، اسی طرح ساتویں صدی سے لیکر بارہویں صدی کے مشائخ کے لئے البدر الطالع للشوکانی، اور پہلی صدی سے لیکر دسویں صدی تک کیلئے شذرات الذهب لابن العماد سے استفادہ کیا جائے۔ ہمارے برصغیر کے علماء کے حالات کیلئے سب سے مفید و مستند و جامع کتاب نزہۃ الخواطر ہے۔ صوفیاء کرام کے حالات کیلئے الکوآکب الدریتی فی تراجم السادة الصوفیة للمناوی سے مراجعت کی جائے۔ حضرات محدثین کے حالات کے لئے تذکرۃ الحفاظ للذہبی اور طبقات الحفاظ للسیوطی، اور اسی طرح حضرات مفسرین کے حالات کے لئے طبقات المفسرین للداودی اور طبقات المفسرین للسیوطی کو دیکھا جائے۔ یہ سب کتابیں مطبوع ہیں اور انٹرنٹ سے بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

والله تعالى أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب.

حرره العبد الراجي عفو ربه الباري يوسف شبير أحمد البريطاني.

۲۹ محرم ۱۴۳۹ھ.

وصوبه المفتي شبير أحمد البريطاني والصوفي المفتي محمد طاهر الوادي.

تتمة: ثم رأيت بعد مدة أن شيخنا محدث العصر العلامة محمد يونس الجونفوري ذكر ضم سعد بن معاذ رضي الله عنه في اليواقيت الغالية (۱۱۰/۲) وما تقدم من كلام الحكيم الترمذي والقرطبي، فكأنه وافقهما، لكنه لم يتكلم في أسانيدهما. والظاهر أنه لو علم حالها لم يوافقهما، والله تعالى أعلم بالصواب.